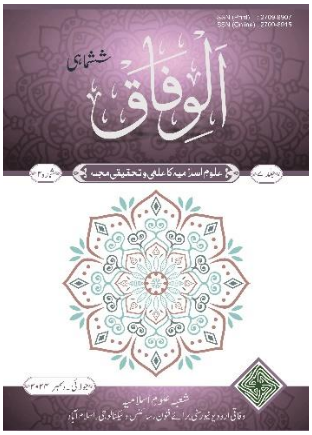

Al-Wifaq Research Journal of Islamic Studies
Volume 7, Issue 2 (July - December 2024)
eISSN: 2709-8915, pISSN: 2709-8907
Journal DOI: https://doi.org/10.55603/alwifaq
Issue Doi: https://doi.org/10.55603/alwifaq.v7i2
Home Page: https://alwifaqjournal.com/
Journal QR Code:

Article

26جون بطور عالمی دن برائے حمایتِ متاثرینِ تشدد:ایک شرعی وسماجی جائزہ

June 26 as the International Day in Support of Victims of Violence: A Sharia and Social Review

Indexing

Authors
[1] Hamza Aziz

Affiliations
[1] Al-Hamd International Islamic University, Barakahu, Islamabad.

Published
31 December 2024

Article DOI
https://doi.org/10.55603/alwifaq.v7i2.u3

QR Code

Citation
Hamza Aziz, "26جون بطور عالمی دن برائے حمایتِ متاثرینِ تشدد:ایک شرعی وسماجی جائزہ June 26 as the International Day in Support of Victims of Violence: A Sharia and Social Review" *Al-Wifaq*, no. 7.2 (December 2024): 39–53, https://doi.org/10.55603/alwifaq.v7i2.u3.

Copyright Information:
June 26 as the International Day in Support of Victims of Violence: A Sharia and Social Review © 2024 by Hamza Aziz is licensed under CC BY 4.0

Publisher Information:
Department of Islamic Studies, Federal Urdu University of Arts Science & Technology, Islamabad, Pakistan.

26 جون بطور عالمی دن برائے حمایتِ متاثرینِ تشدد: ایک شرعی و سماجی جائزہ

June 26 as the International Day in Support of Victims of Violence: A Sharia and Social Review

حمزہ عزیز

ایم فل سکالر، الحمد اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد

ABSTRACT:

This study analyzes the rise of physical, psychological, and sexual violence in contemporary societies and foregrounds the often-neglected suffering of victims—women, children, and men—who frequently lack adequate legal protection, social support, and psychological care. It summarizes the background, aims, and practical mechanisms surrounding the United Nations International Day in Support of Victims of Torture and, drawing on the Qur'an and Hadith, argues that Islam forbids all forms of injustice, mandates solidarity with the oppressed as a religious duty, and regards justice as a collective obligation. Consequently, observing the day within Shariah for genuine awareness, assistance, and reform is permissible. The paper also critically evaluates current practices, contending that mixed-gender gatherings, immodesty, symbolic activities, and uncritical Western cultural borrowings can undermine the day's true purpose and may be religiously objectionable. Through analysis of the psychological, familial, and social impacts of violence, the study concludes that victims require structured support at legal, social, psychological, and spiritual levels. It recommends fast-track justice, safe and confidential reporting systems, Shariah-compliant support centers, awareness campaigns, and integrated religious and psychological counselling to transform the day into an effective mechanism for victim rehabilitation and the development of a just, compassionate society rather than a symbolic event.

KEYWORDS:

Islamic teachings, Shariah, victim rehabilitation, torture victims, UN International Day in Support of Victims of Violence, Torture.

تعارف

کسی بھی معاشرے میں امن، سلامتی اور انسانی وقار بنیادی ضرورت کی حیثیت رکھتے ہیں، لیکن اس کے باوجود دنیا میں جسمانی، نفسیاتی اور جنسی تشدد ایک تلخ حقیقت بن چکا ہے، جو معاشرتی رشتوں، فرد کی نفسیات اور معیشت تینوں کو بُری طرح متاثر کرتا ہے۔ عورتوں اور بچوں سے گھریلو تشدد، ہراسانی، زبردستی، مالی استحصال قیدیوں اور طلبہ پر غیر انسانی سزائیں اور

مختلف شکلوں میں طاقت کے ناجائز استعمال نے ایک خاموش مگر شدید بحران کی صورت اختیار کر لی، جس میں متاثرین کی تکالیف کو عموماً نظر انداز کر دیا جاتا ہے، نتیجتاً نہ انہیں بروقت قانونی تحفظ ملتا ہے اور نہ ہی مناسب نفسیاتی اور معاشرتی مدد فراہم ہو پاتی ہے، اسی پسِ منظر میں اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی نے 26 جون 1987 کو ''یومِ تشددِ متاثرین'' منانے کا اعلان کیا، تاکہ عالمی سطح پر تشدد کے مسئلہ کو نمایاں کیا جائے اور متاثرین کے ساتھ یکجہتی، اور حمایت کا اظہار ہو۔ اس دن کو منانے کے کچھ مقاصد ہیں، مثلاً

1. تشدد کے خلاف بین الاقوامی معاہدات اور قانونی فریم ورک سے عوام کو آگاہ کیا جائے۔
2. متاثرینِ تشدد کے ساتھ ہمدردی، بھائی چارے اور انسانی یکجہتی کا ماحول بنایا جائے۔
3. ان افراد کو اپنے حقوق، وقار اور انسانی حیثیت کا شعور دلایا جائے۔
4. معاشرہ ظلم کے خلاف آواز اٹھائے اور عملی اقدامات کرنے میں سنجیدہ ہو۔

اس عالمی دن کے کچھ ایسے پہلو بھی ہیں جن پر تنقیدی نظر ضروری ہے، مثلاً بعض اوقات یہ دن محض علامتی تقاریر، رسمی تقریبات میڈیا شو تک محدود رہ جاتا ہے، جبکہ حقیقی سطح پر نہ تو قانون مضبوط ہوتا ہے، نہ رپورٹنگ آسان بنتی ہے اور نہ متاثرین کی نفسیاتی اور سماجی بحالی کیلیے کوئی منظم نظام قائم کیا جاتا ہے۔ مزید یہ کہ متعدد جگہوں پر اس دن کی تقریبات میں عورتوں اور مردوں کا غیر شرعی اختلاط ہے، بے پردگی مغربی ثقافتی رنگ اور ایسے طرزِ عمل بھی شامل ہو جاتے ہیں جو خود اسلامی اخلاقیات سے متصادم ہیں اور یوں بظاہر ''متاثرین کی حمایت'' کی حمایت کے نام پر ایک نئی نوعیت کی اخلاقی خرابی جنم لے سکتی ہے۔

ان تمام عوامل کو سامنے رکھتے ہوئے اس مقالہ میں بنیادی طور پر ایک سوال زیرِ بحث لایا گیا ہے کہ یومِ تشددِ متاثرین (26 جون) کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں کس حد تک اختیار کیا جا سکے، اس کے جائز اور ناجائز پہلو کیا ہیں، اور موجودہ عالمی و سماجی تناظر میں اس دن کو حقیقی طور پر مظلوموں کی مدد اور عدل کے قیام، بھائی چارے، رحم و کرم اور انسانی حقوق سے متعلق تعلیمات کا جائزہ لیا گیا ہے اور آخر میں شرعی اصولوں کو سامنے رکھ کر ایسے عملی اقدامات اور سفارشات تجویز کی گئی ہیں، جو اس دن کو محض علامتی تقریب نہیں بلکہ حقیقی اصلاح اور بحالی کا مؤثر ذریعہ بنا سکیں۔

تحقیقی سوال

یومِ تشددِ متاثرین (26 جون) کے منانے کی موجودہ عالمی و مقامی عملی صورتیں اسلامی تعلیماتِ عدل، نصرتِ مظلوم اور انسانی وقار کے ساتھ کس حد تک مطابقت یا تعارض رکھتی ہیں اور شریعت کی روشنی میں اس دن کے انعقاد کی کیا شرعی حدود و ضوابط متعین کیے جا سکتے ہیں؟

سابقہ علمی و تحقیقی کام

بین الاقوامی سطح پر یومِ تشددِ متاثرین (26 جون) پر زیادہ تر کام انسانی حقوق اور بین الاقوامی قانون کے زاویہ سے ہوا ہے، جہاں اقوامِ متحدہ اور مختلف تنظیمیں اذیت اور غیر انسانی سلوک کی روک تھام، قانونی فریم ورک اور گائیڈ لائن فراہم کرتی ہیں، مگر مذہبی خصوصاً اسلامی تناظر نسبتاً کم نمایاں ہیں، نفسیات و سوشیالوجی کی جدید تحقیقات میں تشدد کے شکار افراد، خاص طور پر مسلم خواتین و کمیونیٹز کی ذہنی صحت، سماجی سپورٹ اور مدد تک رسائی کے مسائل کا جائزہ لیا گیا ہے کہ مذہبی و روحانی وسائل بحالی کے عمل میں مددگار ہو سکتے ہیں، اگر انہیں پیشہ ورانہ مدد کے ساتھ جوڑا جائے۔ اسلامی ذخیرۂ علم میں ظلم، تشدد اور مظلوم کی نصرت پر قرآن، حدیث اور فقہ کے ابواب میں مضبوط اصول موجود ہیں، لیکن یہ مباحث عموماً منتشر صورت میں ہیں اور انہیں براہِ راست 26 جون کے عالمی دن اور اس کی موجودہ عملی صورتوں (مثلاً مخلوط تقریبات، علامتی سرگرمیاں وغیرہ) سے جوڑ کر منظم انداز میں کم ہی بیان کیا، موجودہ مقالہ اسی خلا کو پُر کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

یومِ تشددِ متاثرین منانے کی شرعی حیثیت

یوم تشدد متاثرین منانے کی شرعاً جائز و ناجائز دونوں پہلوؤں کا جائزہ مندرجہ ذیل ہے۔

یومِ تشددِ متاثرین منانے کے جائز پہلو

تشدد کے متاثرین کے حوالہ سے قرآنی تعلیمات

(ا) مظلومین کی مدد و حقوق کی حفاظت

اسلام میں مظلومین کی مدد اور انکے حقوق کیلئے کھڑا ہونا بڑی اہمیت کا حامل ہے، اگر یومِ تشددِ متاثرین منانے کا مقصد لوگوں کو تشدد کے خلاف آگاہی دینا، اور مظلومین کی مدد کے لیے شعور پیدا کرنا ہو، تو یہ شریعت کے مطابق جائز ہے۔

حق تعالیٰ فرماتے ہیں:

"يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ أَمَنُوْا كُونُوا قَوَّامِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَلِلّٰهِ".[1]

"اے مومنو! اللہ کے لئے سچی گواہی دیتے ہوئے انصاف کے ساتھ قائم رہو۔"

مذکورہ آیت ظاہر کرتی ہے کہ انصاف کا قیام مسلمانوں کی ذمہ داری ہے اور انصاف مطالبہ کرتا ہے کہ مظلومین کے حق میں گواہی دی جائے، چاہے گواہی اپنے خلاف، والدین کے خلاف یا رشتہ داروں کے خلاف ہی کیوں نہ ہو، اور یومِ تشددِ متاثرین منانے سے عوام میں تشدد کے حوالے سے آگاہی بڑھتی ہے، لوگ اس دن کے موقع پر متاثرین کی کہانیاں دیکھتے اور سنتے ہیں جس کا ثمرہ یہ ہے کہ انہیں مسئلہ کی حساسیت کا علم ہوتا ہے، اس صورت میں یہ دن منانا جائز ہے۔

1۔ القرآن، سورۃ النساء: 135

(۲)مظلومین کی مدد کے لیے عملی اقدامات

اسلام میں ظلم کے خلاف مسلمانوں کو جدوجہد اور عملی اقدامات کرنے کی ترغیب آئی ہے، بالخصوص ان مظلومین کی مدد کی ترغیب آئی جو کہ مظلومیت میں اللہ تعالی کو پکارتے ہیں۔

رب تعالی فرماتے ہیں:

وَ مَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ وَ الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَ النِّسَاءِ وَ الْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَذِهِ الْقَرْيَةِ [2]

''اور (مسلمانو!) تمہارے پاس کیا عذر ہے کہ ان کمزور و بے بس مردوں، عورتوں اور بچوں کی خاطر نہ لڑو جو یہ دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہمیں اس ظالمو کی بستی سے نکال دے، اور ہمارے لئے اپنی طرف سے کوئی دوست پیدا کر اور ہمارے لئے اپنی طرف سے کوئی مددگار بنادے۔
''

یومِ تشددِ متاثرین منانے سے حکومتوں اور غیر سرکاری تنظیموں کو تشدد کے خلاف اقدامات کے قیام پر مجبور کیا جاتا ہے، نتیجتاً قانون میں تبدیلیاں، نئے اقدامات اور پالیسیوں کی تشکیل ہو سکتی ہے، اس پہلو کے اعتبار سے یہ دن منانا جائز ہے۔

(۳)معاشرتی فساد کی مذمت

معاشرتی فساد کسی بھی سماج کے لئے ایسا زہر ہے، جو رفتہ رفتہ اس کی بنیادوں کو کھوکھلا کر دیتا ہے۔ جب جھوٹ، بدعنوانی، ناانصافی اور خودغرضی عام ہو جائیں تو معاشرہ اعتماد، امن اور اخوت سے محروم ہو جاتا ہے۔ افراد دوسروں کے حقوق پامال کرتے ہیں، کمزور طبقے زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔ ایسے ماحول میں ترقی رک جاتی ہے اور اخلاقی بگاڑ جڑ پکڑ لیتا ہے۔ معاشرتی فساد کا خاتمہ تب ہی ممکن ہے جب ہر شخص اپنی ذمہ داری سمجھے، سچائی اور دیانت کو اپنائے اور قانون و انصاف کو مقدم رکھے، تاکہ معاشرہ دوبارہ امن اخلاق اور خیرخواہی کی راہ پر گامزن ہو سکے۔ قرآن کریم نے زمین میں فساد پھیلانے کو شدید ناپسند کیا ہے۔

وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ۔[3]

"اور فساد مت پھیلاؤ زمین میں۔"

یومِ تشددِ متاثرین منانے سے معاشرے میں تشدد کے خلاف منفی رویوں میں تبدیلی آسکتی ہے، لوگ تشدد کی مذمت کرتے ہیں، اور آپس میں محبت اور رواداری کا مظاہرہ کرنے کی طرف مائل ہوتے ہیں، جس لحاظ سے یہ دن منانا جائز ہے۔

2۔القرآن، سورۃ النساء:75

3۔القرآن، سورۃ القصص:77

(۴) بھائی چارہ اور صلح کی تلقین

بھائی چارہ اور صلح معاشرہ کو مضبوط اور پر سکون بناتی ہیں۔ جب لوگ ایک دوسرے سے نرمی، احترام اور تعاون اختیار کرتے ہیں تو دلوں میں محبت بڑھتی ہے اور اختلاف خود ہی ختم ہو جاتا ہے۔ صلح کی دعوت دینے والا شخص نہ صرف جھگڑے ختم کرتا ہے بلکہ دلوں کے زخم بھی بھر دیتا ہے۔ بھائی چارہ انسانوں کو ایک خاندان کی طرح جوڑتا ہے، جہاں ایک کی تکلیف سب محسوس کرتے ہیں۔

قرآن مجید میں بھائی چارے اور صلح کی تلقین کی گئی۔

''إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ إِخْوَةٌ''۔ (4)

بیشک مومن تو بھائی ہیں۔

قرآن کریم مومنین کو بھائی چارے اور صلح کی ہدایت کرتا ہے، جو کہ تشدد کے متاثرین کے درمیان امن کی بحالی کیلئے ضروری ہے، یومِ تشددِ متاثرین منانے سے آپس میں محبت کا ماحول بن سکتا ہے، لہٰذا یہ دن منانا جائز ہے۔

(۵) ظالموں سے اجتناب کا حکم

ظالموں سے اجتناب ایک محفوظ زندگی کے لئے ضروری ہے۔ جو لوگوں کو معمولی اور حقیر سمجھ لیتے ہیں وہ دوسروں کے حقوق ہی نہیں بلکہ معاشرے کے امن کو بھی خراب کرتے ہیں۔ ایسے افراد کی صحبت انسان کے کردار کو کمزور کرتی ہے اور دل سے انصاف کا احساس ختم کر دیتی ہے، بہتر ہیکہ انسان خود کو ظالموں کے اثر سے دور رکھے، تاکہ وہ ان کے طریقوں میں نہ پڑے اور ان جیسا انجام بھی نہ پائے۔

قرآن حکیم میں ظالموں کی طرف جھکنے سے منع فرمایا گیا ہے۔

''وَلَا تَرْكَنُوْٓا إِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ''۔ (5)

''اور مت جھکو ظلم کرنے والوں کی طرف، ورنہ آگ تمہیں پکڑے گی۔''

یہ آیت ہمیں ظالموں سے دور رہنے کی ہدایت دیتی ہے، تاکہ ہم اللہ کے عذاب سے محفوظ رہ سکیں۔ ظلم کی حمایت یا اس میں ملوث ہونا، اللہ تبارک و تعالیٰ کی ناراضگی اور آخرت میں جہنم کی سزا کا سبب بن سکتا ہے، اس لئے ظالموں کے ساتھ تعلق ٹھیک نہیں۔ انصاف اور حق کا ساتھ دینا لازم ہے تاکہ اللہ کی رضا حاصل ہو، اور یومِ تشددِ متاثرین منانے سے ظلم کرنے والوں سے دور رہنے، ان سے قطع تعلقی اور ان کے ظلم کے خلاف بولنے کی فضا بن ہو سکتی ہے، اس اعتبار سے دن منانا جائز

4۔ القرآن، سورۃ الحجرات: 10

5۔ القرآن، سورۃ ھود: 113

ہے۔

(٦)اللہ کی رحمت کا بیان

اللہ کی رحمت ایسی بے حد اور بیشمار نعمت ہے جس کا احاطہ انسانی سوچ نہیں کر سکتی۔اس کی رحمت ہر بندے تک پہنچتی ہے، چاہے وہ اطاعت گزار ہو یا خطاکار، انسان گناہ کرتا ہے مگر اللہ پاک در گزر فرماتا ہے اور توبہ کا دروازہ ہمیشہ کھلا رکھتا ہے۔ اللہ کی رحمت بندے کو امید دیتی ہے کہ وہ کبھی تنہا نہیں، اور اگر وہ اخلاص کے ساتھ پلٹ آئے تو رب کی رحمت اسے اپنی آغوش میں لے لیتی ہیں، ظلم کرنے والوں کو چاہیے کہ رحمتِ خداوندی سے بیزار نہ ہوں۔

حق تعالیٰ فرماتے ہیں:

إِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلَىٰ ظُلْمِهِمْ.[6]

''بیشک آپ کا پروردگار لوگوں کو انکے ظلم کے باوجود معاف کرنے والا ہے۔''

ظلم کرنے والوں کیلئے لوٹنے کا دروازہ ہر وقت کھلا ہے، ان کو چاہیے کہ ناامید نہ ہوں، انہیں چاہیے کہ مزید ظلم کرنے سے رک جائے، اور اس پر توبہ کریں، یہی رحمت انسان کو بہتر بننے کی ہمت اور شکر گزاری کی صفت کا سبب بنتی ہے۔

تشدد کے متاثرین کے حوالہ سے نبوی تعلیمات

(١)ظالم کے خلاف کھڑے ہونا

ظالم کے خلاف کھڑے ہونا انصاف اور انسانیت دونوں کا تقاضا ہے۔جو شخص ظلم دیکھ کر خاموش ہوتا ہے وہ نادانستہ طور پر ظلم کو طاقت دیتا ہے۔انصاف پسند لوگ ہمیشہ سچ کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں، چاہے حالات کتنے ہی مشکل کیوں نہ ہوں، ظالم کے سامنے آواز اٹھانا اخلاقی ہمت کی علامت ہے، کیونکہ اس سے معاشرے میں حق اور عدل کا چراغ روشن ہوتا ہے۔ظالم کے خلاف کھڑا ہونا، اور مظلوم کی مدد کرنا شریعتِ اسلامیہ کے عین مطابق ہے۔

"عن أنس قال رسول الله: أنصر أخاك ظالما أو مظلوما تأخذُ فوقَ يديه ".[7]

''انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: مدد کرو اپنے بھائی کی چاہے وہ ظالم ہو یا مظلوم، صحابہ کرامؓ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم مظلوم کی مدد تو کریں گے لیکن ظالم کی مدد کیسے کریں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: اس کو (ظلم کرنے سے) روک دو۔

یومِ تشددِ متاثرین منانے سے متاثرہ افراد کو احساس دلایا جاتا ہے، کہ وہ اکیلے نہیں ہیں، بلکہ پورا معاشرہ انکے ساتھ کھڑا ہے، اس سے انکی حوصلہ افزائی ہوتی ہے، اور انہیں دوبارہ زندگی کی طرف بڑھنے میں مدد ملتی ہے لہٰذا مذکورہ صورت میں دن

6۔القرآن، سورۃ الرعد:6

7۔محمد بن اسماعیل بخاری، الجامع الصحیح (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، 2004ھ)، کتاب المظالم والغصب، باب أعن أخاک ظالما أو مظلوما، ح2443

منانادرست ہے۔

(۲) ظلم کی ممانعت

ظلم کی ممانعت انسانی اخلاق، دین اور انصاف تینوں کی بنیادی تعلیم ہے۔ ظلم جس شکل میں ہو، وہ دلوں کو توڑتا ہے، معاشروں کو بگاڑتا ہے اور انسانیت کی حرمت کو پامال کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ظلم کو ہمیشہ برا کہا گیا ہے اور اس سے دور رہنے کی تاکید کی گئی ہے۔ ظالم خود کو طاقت ور سمجھتا ہے، مگر ظالم کا انجام ہمیشہ پچھتاوا اور ذلت ہوتا ہے۔ اسلامی تعلیمات ہمیں یہ سبق دیتی ہیں کہ ظلم سے بچو۔

"عن أبي ذر عن النبي أنه قال: يا عبادي! إني حرمت الظلم على نفسي فلا تظالموا".[8]

"ابوذرؓ نبی کریم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ فرماتا ہے کہ اے میرے بندو! میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام کیا ہے، اور اسے تمہارے درمیان بھی حرام کیا ہے، پس ایک دوسرے پر ظلم مت کرو۔"

اللہ تعالیٰ نے ظلم کی سخت الفاظ میں مذمت کی اور یہاں تک فرمایا: میں نے اپنے اور بھی ظلم کو حرام کر دیا ہے اور تمہارے اوپر بھی، لہٰذا ظلم سے بچو، اس سے اس بات کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے کہ ظلم کس قدر بری چیز ہے، پس اس سے اجتناب لازم ہے۔

(۳) رحم و کرم کی اہمیت

رحم و کرم کی اہمیت انسان کی زندگی اور معاشرتی تعلقات میں بنیادی کردار رکھتی ہے۔ نرم دلی انسان کے دل کو وسیع اور دوسروں کی تکلیف محسوس کرواتی ہے۔ جہاں رحم پایا جائے وہاں نفرت، کینہ اور سختی جگہ نہیں بنا پاتے۔ یہی خصلت گھر، محلے اور معاشرے میں سکون اور بھلائی کا ماحول پیدا کرتی ہے، رحم و کرم کا رویہ کمزوروں کے لئے سہارا اور مضبوط کے لئے عزت کا ذریعہ بنتا ہے،۔ اسلام بھی ہمیں انسانیت اور تشدد کے متاثرین سے ہمدردی سکھاتا ہے۔

" عن عبد الله قال رسول الله: الراحمون يرحمهم الرحمن ارحموا من في الأرض يرحمكم من في السماء"[9]

"عبداللہ بن عمرو سے مروی رسول کریم ﷺ سے فرمایا: رحم کرنے والوں پر رحمن رحم فرماتا ہے۔ زمین والوں پر رحم کرو، آسمان والا (اللہ تعالیٰ) تم پر رحم فرمائے گا۔"

8۔ مسلم بن حجاج، المسند الصحیح المختصر بنقل العدل عن العدل الی رسول اللہ ﷺ (بیروت: داراحیاء التراث العربی، س ن)، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب تحریم الظلم ح2577

9۔ محمد بن عیسیٰ، الجامع الصحیح سنن الترمذی (بیروت: داراحیاء التراث العربی)، کتاب البر والصلۃ عن رسول اللہ ﷺ، باب ماجاء فی رحمۃ المسلمین، ح1924

مذکورہ حدیث رحم دلی کا مظاہرہ کرنے والے لوگوں کا اللہ کی رحمت کے مستحق ہونے پر دلالت کرتی ہے کہ رحم کرنے ولا رحیم کے رحم کا مستحق ہو جاتا ہے۔

(٤) ظلم وقیامت کی تاریکیاں

ظلم انسان کے لئے دنیا اور آخرت میں سنگین نتائج کا سبب بنتا ہے۔ جو لوگ دوسروں کے حقوق پامال کرتے ہیں، کمزوروں پر ظلم ڈھاتے ہیں اور ناانصافی کو معمول بنالیتے ہیں، ان کے اعمال نہ صرف معاشرے میں فساد پیدا کرتے ہیں بلکہ آخرت میں بھی ان کے لئے اندھیرا اور عذاب کا باعث بنتے ہیں۔

عن عبد الله عن النبي قال: الظلم ظلمات يومَ القيامةِ.[10]

''عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ظلم روزِ قیامت اندھیروں کا سبب ہے۔''

قیامت کے دن ظلم کا حساب لیا جائے گا اور وہ لوگ جو کہ ظلم کے مرتکب ہوئے، اور اپنی حرکات کا جواب نہ دے سکے، انہیں سخت عذاب دیا جائے گا۔ ظلم کرنے والا نہ سکون پاتا ہے اور نہ ہی عزت، بلکہ اس کا دل ہمیشہ بے چینی اور خوف میں مبتلا رہتا ہے۔ تشدد ظلم کی ایک صورت ہے، مذکورہ حدیث بتاتی ہے کہ بروزِ قیامت شدید مشکلات اور عذاب کا باعث بنے گا، متاثرین کو انصاف اور مدد فراہم کرنا لازم ہے تاکہ ظلم کا ازالہ ہو سکے۔

عام مسلمانوں کے حقوق

عام مسلمانوں کے حقوق پر تعلیماتِ اسلام میں واضح ہدایات موجود ہیں، کچھ آیاتِ مبارکہ اور احادیث فراہم کی جارہی ہیں جو عام مسلمانوں کے حقوق کو بیان کرتی ہیں۔

قرآنی آیات

(۱) مومن مومن کا بھائی ہے

اسلامی تعلیمات میں ایک خوبصورت اصول ہے، جو اخوت، محبت اور تعاون کی اہمیت کو بتاتا ہے، وہ اصول یہ ہے کہ مومن مومن کا بھائی ہے۔ اسکے دکھ درد میں شریک ہوتا ہے۔ اس کی مدد کرتا ہے اور اس کو تنہا نہیں چھوڑتا ہے۔ تعلیماتِ اسلامی یہ ہدایت کرتی ہیں کہ آپس میں بھائیوں جیسا تعلق رکھا جائے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

''إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ''.[11]

بیشک مومن بھائی ہیں۔

اس آیت کے مطابق، مسلم کمیونٹی کے سب افراد کو آپس میں محبت، احترام اور بھائی چارے کے ساتھ پیش آنا چاہیے،

10۔ بخاری، صحیح البخاری، باب الظلم ظلمات یوم القیامۃ، کتاب المظالم والغصب، ح2447

11۔ القرآن، سورۃ الحجرات:10

تشدد کے متاثرین کو اس بھائی چارے کی بنیاد پر معاشرتی اور جذباتی سپورٹ ملنی چاہیے۔

(۲) نیکی کے کاموں میں مدد کرنا

نیکی کے کاموں میں مدد کرنا انسان کی بھلائی اور اخلاقی ذمہ داری کا حصہ ہے۔ جب کوئی شخص دوسروں کی بھلائی میں اس کا سہارا بنتا ہے تو معاشرہ مضبوط بنتا ہے، نیکی میں مدد کرنے والا نہ صرف دوسروں کے دکھ کو کم کرتا ہے، بلکہ اپنے دل کو بھی صاف اور پر امن رکھتا ہے۔ دینِ اسلام ہمیں خود بھی نیکی کے کام کرنے اور دوسروں کا معاون بننے کی ترغیب دیتا ہے۔ رب تعالیٰ فرماتے ہیں:

''وَ تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى''..(12)

''اور نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔''

مذکورہ آیت ثابت کرتی ہے کہ مسلمانوں کو متاثرینِ تشدد کی مدد، نیکی اور تقویٰ کے اصولوں کے تحت کرنی چاہیے، اور کسی بھی ظلم یا گناہ میں شریک نہیں ہونا چاہیے۔

(۳) کسی قوم کا مذاق اڑانا جائز نہیں

کسی قوم کا مذاق اڑانا نہ صرف غیر اخلاقی ہے، بلکہ انسانیت کے خلاف بھی ہے۔ مذاق اڑانے سے نہ صرف دوسروں کے جذبات مجروح ہوتے ہیں، بلکہ نفرت، اشتعال اور اختلاف بھی بڑتے ہیں۔ تعلیماتِ قرآنی کسی کے تمسخر سے منع کرتی ہے۔

''يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْم''.(13)

''اے ایمان والو! کوئی گروہ دوسرے گروہ کا مذاق مت اُڑائے، امکان ہے کہ وہ اس سے اچھا ہو۔''

مذکورہ آیتِ مبارکہ میں مسلمانوں کی توہین اور مذاق اڑانے سے رکنے کا کہا گیا ہے، تشدد کے متاثرین کو عزت دی جانی چاہیے، اور انکی حالت پر ہمدردی سے پیش آنا چاہیے۔

(۴) لوگوں کے درمیان انصاف قائم کرنا

لوگوں کے درمیان انصاف قائم کرنا معاشرتی سلامتی، اور اخلاقی ذمہ داری کا بنیادی تقاضہ ہے۔ انصاف کے بغیر معاشرت میں فساد، جھگڑے اور نفرت پیدا ہوتی ہے۔ ایک منصف شخص نہ صرف حق کو ترجیح دیتا ہے بلکہ مظلوم کی حمایت کرتا اور ظالم کے اقدامات کو روکتا ہے۔ قرآنی تعلیمات قیامِ انصاف پر زور دیتی ہیں، اس کے متعلق قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

12۔القرآن، سورۃ المائدہ:2

13۔القرآن، سورۃ الحجرات:11

''وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ''.(14)

''اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو، تو انصاف کے ساتھ کرو۔''

مذکورہ ارشادِ ربانی کے ذریعے عدلیہ کو انصاف کا پابند رہنے، تشدد کے متاثرین کو انصاف فراہم کرنے اور دیگر اداروں کو شفاف اور منصفانہ طریقے سے فیصلہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ انصاف قائم رکھنے سے اعتماد، بھائی چارہ اور ایمانداری کو فروغ ملتا ہے، اور یہ اصول نہ صرف دنیا میں بلکہ آخرت میں بھی انسان کی نجات اور عزت کا سبب بنتا ہے۔

احادیث

(۱) تشدد کے متاثرین کے ساتھ رحم و ہمدردی

تشدد کے متاثرین کے ساتھ رحم و ہمدردی کا مظاہرہ کرنا انسانیت اور اخلاق کی علامت ہے۔ جو لوگ تشدد کا شکار ہوتے ہیں، وہ جسمانی و ذہنی طور پر شدید تکلیف میں مبتلا ہوتے ہیں اور انہیں اپنے دکھ بانٹنے کے لئے دوسروں کا سہارا چاہیے ہوتا ہے، اس، میں ہمدردی دکھانا، ان کی مدد کرنا اور انہیں سکون فراہم کرنا نہ صرف ان کے دلوں کو ہلکا کرتا ہے بلکہ معاشرے میں رحم، محبت اور بھائی چارے کو فروغ دیتا ہے۔ رحم دل افراد اپنے اعمال سے دکھ کی شدت کو کم کرتے ہیں اور مظلوموں کے لئے امید کا سہارا بنتے ہیں، جو ایک مضبوط اور اخلاقی معاشرہ قائم کرنے کا راستہ ہے۔ شریعتِ محمدی تشدد کے متاثرین کے ساتھ رحم کا معاملہ کرنے کا درس دیتی ہے۔

"عن ابن عباس قال رسول الله: ليس منا من لم يرحم صغيرنا و يوفر كبيرنا".(15)

''حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کا احترام نہ کرے، وہ ہم میں سے نہیں۔''

مذکورہ حدیث چھوٹوں پر رحم و ہمدردی کرنے کا درس دیتی ہے، ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص ایسا نہیں کرتا تو وہ ہم میں سے ہی نہیں، لہٰذا رحم دلی کو اپنا شعار اور زندگی کا جزو لازم بنایا جائے۔

(۲) اسلامی معاشرے میں برادری اور رحم دلی کی اہمیت

اسلامی معاشرہ برداری اور رحم دلی کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے۔ اسلام انسانوں کو بھائی چارے، محبت اور تعاون کے رشتے قائم کرنے کی تعلیم دیتا ہے تاکہ معاشرہ متحد اور پرامن رہے۔ برادری کا تعلق صرف خاندانی رشتہ نہیں بلکہ ایمان اور اخلاق پر مبنی رشتہ ہے، جو دلوں کو جوڑتا ہے اور اختلافات کو کم کرتا ہے۔ رحم دلی انسان کے دل کو نرم کرتی ہے، کمزوروں و محتاجوں کیلئے سہارا بنتی ہے اور ظلم و ناانصافی کے خلاف ایک مضبوط دفاع ہے۔ اس اہمیت کو حدیثِ مبارکہ میں اس طرح اجاگر کیا گیا ہے:

14۔ القرآن، سورۃ النساء: 58

15۔ محمد بن عیسیٰ، سنن الترمذي، كتاب البر والصلة عن رسول الله، باب ما جاء في رحمة الصبيان، ح 1921

"عن أنس قال رسول اللہ: لا تقاطعوا ولا تدابروا".[16]

"انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: آپس میں قطع تعلق مت کرو، ایک دوسرے سے پیٹھ مت پھیرو، ایک دوسرے سے بغض من رکھو اور حسد مت کرو اور اللہ کے بندے بھائی بھائی بن جاؤ۔"

مذکورہ ارشادِ مبارکہ میں اسلام میں بھائی چارے و محبت کی تعلیم دی گئی ہے اور تشدد و نفرت کے بجائے معاشرے میں افراد کو ایک دوسرے سے محبت، ہمدردی اور تعاون کے ساتھ پیش آنا چاہیے اور آپسی تعلقات کو اچھا بنا کہ رکھنا چاہیے۔

جائز پہلوؤں کا خلاصہ

مندرجہ بالا دلائل کی روشنی میں یومِ تشدد متاثرین (26 جون) منانے کے درج ذیل پہلو شرعاً قابل قبول قرار پاتے ہیں۔ بشرطیکہ ان کی نیت اور عملی صورت درست ہو۔ اگر اس دن کے منانے کا مقصد تشدد کے مختلف مظاہر کے بارے میں شعور پیدا کرنا، مظلومین کے درد کو محسوس کروانا اور لوگوں کو ظلم کے خلاف کھڑا ہونے کی ترغیب دینا ہو تو یہ قرآن کو سنت کی تعلیماتِ عدل و انصاف کے عین مطابق ہے۔ اس دن کے ذریعے حکومتوں، اداروں اور سماجی تنظیموں پر دباؤ بڑھایا جا سکتا ہے کہ وہ تشدد کے خلاف مؤثر قوانین بنائیں، ان پر عمل درامد کریں اور متاثرین کو قانونی، نفسیاتی اور سماجی مدد فراہم کریں، جو "نہی عن المنکر" اور نصرتِ مظلوم کے زمرے میں آتا ہے۔ اگر تقریبات میں قرآن و سنت کی روشنی میں ظلم کی قباحت، مظلوم کی عظمت اور انسانی وقار کہ اہمیت اجاگر کی جائے اور لوگوں کو عملی مدد اور تعاون کے طریقوں سے آگاہ کیا جائے تو یہ سب نیکی اور تقویٰ میں تعاون کے حکم "" کے تحت آتا ہے۔ اس شرط کے ساتھ کہ پروگراموں میں شرعی پردہ، حیا اور حدود کا لحاظ رکھا جائے اور ان کا مقصد محض نمائشی تقریب کے بجائے حقیقی اصلاح اور خدمتِ خلق ہو، تو اس دن میں شرکت یا اس کا انعقاد شرعاً گنجائش رکھتا ہے۔

یومِ تشددِ متاثرین منانے کے ناجائز پہلو

اسلامی نقطہ نظر سے یومِ تشددِ متاثرین منانے کے کئی ناجائز پہلو موجود ہیں، جن میں عورتوں اور مردوں کا اختلاط، بے پردگی، بدزبانی اور دیگر غیر اسلامی عوامل شامل ہیں۔ ذیل میں آیات و احادیث کی روشنی میں ان پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا ہے۔

میں قرآن و حدیث کی روشنی میں ان پہلوؤں کی وضاحت کی گئی ہے:

(ا) مرد و زن کا اختلاط

اسلامی تعلیمات میں مرد و زن کا اختلاط محدود اور محتاط ہونا ضروری ہے تاکہ دونوں کی عزت و احترام برقرار رہے اور

16۔ محمد بن عیسیٰ، سنن الترمذی، کتاب البر والصلۃ عن رسول اللہ، باب ماجاء فی الحسد، ح 1935

معاشرتی اخلاقیات قائم رہیں۔ اسلام میں غیر ضروری میل جول سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے، کیونکہ اس سے فکری اور اخلاقی بگاڑ پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ نامحرم عورتوں و مردوں کا اکھٹے رہنا اسلام میں ناجائز و حرام ہے۔ رب تعالیٰ فرماتے ہیں:

''وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ''...[17]

''اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو۔''

اسلام عورتوں کو پردہ میں رہنے کا حکم دیتا ہے اور انہیں مردوں کے سامنے آنے سے منع کرتا ہے، یومِ تشددِ متاثرین منانے کے دوران اکثر مخلوط اجتماعات منعقد کئے جاتے ہیں جن میں پردے کا خیال نہیں رکھا جاتا، جو کہ تعلیماتِ اسلامی کے حلاف ہے۔

(۲) بے پردگی اور فحاشی

بے پردگی اور فحاشی دین اسلام میں سخت مذموم و بری قرار دی گئی ہے، کیونکہ یہ معاشرتی اخلاقیات کے لئے انتہائی نقصان دہ ہیں۔ یہ نہ صرف انسان کے کردار اور دل کی پاکیزگی کو متاثر کرتی ہیں بلکہ خاندان اور معاشرے کے امن و سکون کو بھی خراب کرتے ہیں۔ اللہ پاک فرماتے ہیں:

''قُل لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ''.[18]

''مومنوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کے لئے زیادہ پاکیزہ ہے۔''

مردوں اور عورتوں دونوں کو بے پردگی اور فحاشی سے رکنے کا کہا گیا ہے، فحاشی زبان، عمل یا رویے میں ہوسکتی ہے اور یہ دلوں میں ناپسندیدگی، فساد اور بے اعتمادی پیدا کرتی ہے ایک بااخلاق اور باعزت معاشرہ وہ ہے جہاں لوگ حیا، احترام اور اخلاقی حدود کا خیال رکھیں، کیونکہ یہی رویہ فرد اور معاشرے دونوں کے لئے سکون، تحفظ اور برکت کا سبب بنتا ہے۔ یومِ تشددِ متاثرین منانے کی تقریبات میں اکثر بے پردگی اور فحاشی کا مظاہرہ ہوتا ہے جو تعلیماتِ اسلامی کے منافی ہے۔

(۳) علامتی طور پر منانا

یہ دن عموماً صرف علامتی طور پر منایا جاتا ہے، حقیقت میں متاثرینِ تشدد کو امداد دینے کے بجائے محض علامت کے طور پر ہی منایا جاتا ہے، جس سے حقیقی مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ اگر یومِ تشددِ متاثرین صرف علامتی طور پر منایا جائے تو اس سے متاثرین کی مشکلات کی حقیقی تفہیم میں کمی آتی ہے، اور ہم بھائی چارے کے اصولوں کو چھوڑ دیتے ہیں، ہمیں یہ سمجھنا ہوگا کہ حقیقی مدد کے بغیر یہ دن غیر مؤثر ہو جاتا ہے۔

17۔ القرآن، سورۃ الاحزاب:33

18۔ القرآن، سورۃ النور:30

ناجائز پہلوؤں کا خلاصہ

موجودہ عملی صورتِ حال میں اس دن کی بعض شکلیں ایسی ہیں جو شرعاً ناجائز یا کم از کم محلِ نظر ہیں۔ جب یومِ تشددِ متاثرین کے نام پر ہونے والی تقریبات میں مرد و زن کا آزادانہ اختلاط، بے پردگی، میوزک، رقص یا دیگر خلافِ شرع امور شامل ہوں تو ایسی محافل میں شرکت یا انکی تائید جائز نہیں، کیونکہ یہ خود قرآن و سنت کی واضح ہدایات کے خلاف ہے۔ اگر یہ دن محض علامتی تقاریر، فوٹو سیشن اور میڈیا نمائش تک محدود رہے، جبکہ حقیقی سطح پر نہ متاثرین کو مدد ملے اور نہ تشدد کے نظامی اسباب پر کوئی کام ہو، تو یہ طرزِ عمل ریا، دکھاوے اور وقت کے ضیاع کے قریب تر ہے، جو مقصدِ شریعت کے منافی ہے۔ جب اس دن کو اس انداز میں پیش کیا جائے کہ گویا صرف بین الاقوامی ادارے ہی انسانیت کے اصل خیر خواہ اور نجات دہندہ ہیں، اور ربانی ہدایات، دین و شریعت اور امتِ مسلمہ کی ذمہ داری پس منظر میں چلی جائے، تو یہ فکری طور پر بھی کمزور اور دینی حمیت کے خلاف طرزِ فکر ہے۔ لہٰذا اگر یومِ تشددِ متاثرین منانے کا موجودہ طریقہ کار شرعی حدود کی خلاف ورزی، مغربی ثقافتی اقدار کی اندھی تقلید یا محض نمائشی سرگرمیوں پر مشتمل ہو تو ایسی صورت میں اس طرز سے منانا ناجائز اور ترک کے قابل ہے، اور مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اس دن کو صرف اُن صورتوں میں اپنائیں جو دین و اخلاق کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہوں۔

خلاصہ مقالہ

یہ تحقیقی مقالہ معاشرے میں موجود تشدد اور اس کے شکار افراد، خصوصاً خواتین، بچوں اور مردوں کی مشکلات کا مفصل جائزہ لیتا ہے۔ اور واضح کرتا ہے کہ تشدد کے شکار افراد کی تکالیف کو معاشرہ اکثر نظرانداز کر دیتا ہے، اسمیں غفلت کا اثر یہ پڑتا ہے کہ ان افراد کو مناسب قانونی تحفظ اور نفسیاتی رہنمائی نہیں مل پاتی۔ لہٰذا اس دن (26 جون) کو اقوام متحدہ کے زیر اہتمام عالمی سطح پر منایا جاتا ہے تاکہ متاثرینِ تشدد سے یکجہتی و تعاون کا اظہار ہو جائے اور انکی مشکلات واضح ہو سکیں۔ مضمون میں تعلیماتِ اسلامی کی رو سے مسئلہ تشدد کو خاص طور پر اجاگر کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ اسلام نہ صرف زیادتی و ظلم سے روکتا ہے، بلکہ مظلوم کی حمایت اور قیامِ انصاف پر بھی زور دیتا ہے۔ اس سلسلے میں قرآن حدیث سے متعدد حوالہ جات بیان کئے گئے ہیں۔

نتائج وسفارشات

اس تحقیقی مقالے سے حاصل ہونے والے نتائج کی روشنی میں واضح ہوتا ہے کہ، یومِ تشددِ متاثرین (26 جون) کی شرعی حیثیت مشروط ہے اور اس کا انحصار نیت، طریقۂ کار اور عملی نتائج پر ہے۔ اگر یہ دن حقیقی آگاہی، مظلومین کی مدد، قانونی اصلاحات اور شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے منایا جائے تو اس میں جواز کے پہلو موجود ہیں، لیکن اگر اس میں مرد و زن کا غیر شرعی اختلاط، بے پردگی، محض نمائشی سرگرمیاں اور مغربی تہذیبی اقدار کی نقل شامل ہو تو یہ ناجائز قرار پاتا ہے۔ تشدد

معاشرے، خاندان اور فرد کی نفسیات پر گہرے منفی اثرات مرتب کرتا ہے، لہٰذا اس کے خاتمے کے لیے درج ذیل عملی سفارشات پیش کی جاتی ہیں:

1. قانونی نظام میں تقویت اور شفافیت ہو۔
2. فوری امداد اور بحالی کا منظم نظام ہو۔
3. آگاہی مہمات اور تعلیمی نصاب میں شمولیت ہو۔
4. محفوظ اور آسان رپورٹنگ کا نظام ہو
5. دینی ونفسیاتی تربیت کے مراکز کا قیام ہو۔
6. شرعی حدود کے اندر یومِ تشددِ متاثرین کا انعقاد ہو۔

کتابیات

القرآن الکریم

بخاری، محمد بن اسماعیل بخاری، الجامع الصحیح، لاہور: مکتبہ رحمانیہ، 2004ھ

مسلم بن حجاج، المسند الصحیح المختصر بنقل العدل عن العدل الی رسول اللہ ﷺ، بیروت: داراحیاء التراث العربی، س ن

محمد بن عیسیٰ، الجامع الصحیح سنن الترمذی، بیروت: داراحیاء التراث العربی، س ن

al-Qur'ān al-Karīm

Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā'īl al-Bukhārī, *al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ*, Lāhur: Maktabah Raḥmānīyah, 2004 H.

Muslim ibn Ḥajjāj, *al-Musnad al-Ṣaḥīḥ al-Mukhtaṣar bi-Naql al-'Adl 'an al-'Adl ilā Rasūl Allāh* ﷺ, Bayrūt: Dār Iḥyā' al-Turāth al-'Arabī, s.n.

Muḥammad ibn 'Īsā, *al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ Sunan al-Tirmidhī*, Bayrūt: Dār Iḥyā' al-Turāth al-'Arabī, s.n.